مولوی عبدالحق
(۱۸۷۲ء-۱۹۶۱ء)

مولوی عبدالحق ضلع میرٹھ یوپی کے ایک گاؤں ہاپوڑ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم فیروز پور میں حاصل کی اور مزید تعلیم کے لیے ایم اے او کالج علی گڑھ میں داخلہ لیا۔ یہاں وہ پروفیسر آرنلڈ اور مولانا شبلی کے شاگرد اور مولانا ظفر علی خاں کے ہم جماعت رہے۔ ۱۸۹۴ء میں بی اے کر کے حیدر آباد دکن چلے گئے۔ چند سال تک مدرسہ آصفیہ کے صدر مدرّس کے فرائض انجام دیے، پھر محکمہ تعلیم میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ اورنگ آباد کالج کے پرنسپل بھی رہے۔ بعد ازاں جامعہ عثمانیہ میں صدرِ شعبۂ اردو رہے۔ ۱۹۱۲ء میں انجمن ترقیِ اردو کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں ملازمت سے سبک دوش ہو کر اردو زبان و ادب کو ترقی دینے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ ۱۹۴۹ء میں پاکستان آ گئے۔ ۱۹۶۱ء تک انجمن ترقیِ اردو پاکستان کے صدر رہے۔ ان کی خدماتِ زبان و ادبِ اردو کے اعتراف میں الٰہ آباد یونی ورسٹی اور علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی نے انھیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں عطا کیں۔

مولوی عبدالحق ایک بلند پایہ محقق و نقاد، ماہر لغت نگار اور عمدہ انشا پرداز تھے۔ انھوں نے اردو زبان و ادب کی ترقی و ترویج کے لیے پوری عمر جاں فشانی سے کام کیا۔ اردو کو پاکستان کی سرکاری، دفتری اور ذریعۂ تعلیم کی زبان بنانے کے لیے وہ عمر بھر کوشاں رہے۔ وہ اردو یونی ورسٹی قائم کرنا چاہتے تھے مگر ان کی زندگی میں تو یہ ممکن نہ ہوا تاہم کراچی میں اردو کالج ضرور قائم ہو گیا۔ فی الحقیقت وہ اردو کے بہت بڑے مُحسن ہیں۔ ان کی ناقابلِ فراموش خدمات کے پیشِ نظر انھیں ''بابائے اردو'' کا لقب ملا۔

ان کا ادبی اسلوب صاف، سادہ اور دل کش ہے۔ انھوں نے لغت تیار کیا لیکن اُن کا سب سے خوب صورت کام ان کے خاکے ہیں، جن میں ایسی خوبیاں ہیں کہ ہر پڑھنے والا متاثر ہوتا ہے۔

ان کی تصانیف میں مرحوم دِلّی کالج، سر سیّد احمد خان: حالات و افکار، اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام، افکارِ حالی، مُقدّماتِ عبدالحق، خُطباتِ عبدالحق اور چند ہم عصر شامل ہیں۔

نام دیو مالی

تدریسی مقاصد

۱۔ طلبہ پر واضح کرنا کہ محنت میں عظمت بھی ہے اور عزت بھی۔
۲۔ طلبہ کو بتانا کہ صرف تفویض شدہ کام کر دینا ہی کافی نہیں ہوتا، ہر کام دل جمعی اور دل چسپی سے کیا جانا چاہیے۔
۳۔ طلبہ کی اخلاقی تربیت کرنا۔
۴۔ مولوی عبدالحق کے اُسلوب سے آگاہ کرنا۔
۵۔ طلبہ کو باور کرانا کہ انسان کی عظمت کام سے ہے نہ کہ طبقاتی برتری سے۔

نام دیو، مقبرہ رابعہ دورانی اورنگ آباد[1] (دکن) کے باغ میں مالی تھا۔ ذات کا ڈھیڑ جو بہت نیچ قوم خیال کی جاتی ہے۔ قوموں کا امتیاز مصنوعی ہے اور رفتہ رفتہ نسلی ہو گیا ہے۔ سچائی، نیکی، حُسن کسی کی میراث نہیں۔ یہ خوبیاں نیچی ذات والوں میں بھی ایسی ہی ہوتی ہیں جیسی اونچی ذات والوں میں:

قیس ہو کوہ کن ہو یا حالؔی
عاشقی کچھ کسی کی ذات نہیں

مقبرے کا باغ میری نگرانی میں تھا۔ میرے رہنے کا مکان بھی باغ کے احاطے ہی میں تھا۔ مَیں نے اپنے بنگلے کے سامنے چمن بنانے کا کام نام دیو کے سپرد کیا۔ مَیں اندر کمرے میں کام کرتا رہتا تھا۔ میری میز کے سامنے بڑی سی کھڑکی تھی۔ اس میں سے چمن صاف نظر آتا تھا۔ لکھتے لکھتے کبھی نظر اٹھا کر دیکھتا تو نام دیو کو ہمہ تن اپنے کام میں مصروف پاتا۔ بعض دفعہ اس کی حرکتیں دیکھ کر بہت تعجب ہوتا، مثلاً: کیا دیکھتا ہوں کہ نام دیو ایک پودے کے سامنے بیٹھا اس کا تھانولا صاف کر رہا ہے۔ تھانولا صاف کر کے حوض سے پانی لیا اور آہستہ آہستہ ڈالنا شروع کیا۔ پانی ڈال کر ڈول درست کی اور ہر رُخ سے پودے کو مڑ مڑ کر دیکھا۔ پھر اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر اُسے دیکھنے لگا۔ دیکھتا جاتا تھا اور مسکراتا اور خوش ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ کام اُسی وقت ہوتا ہے جب اُس میں لذّت آنے لگے، بے مزہ کام نہیں، بیگار ہے۔

اب مجھے اس سے دل چسپی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ بعض وقت اپنا کام چھوڑ کر اُسے دیکھا کرتا، مگر اُسے کچھ خبر نہ ہوتی کہ کوئی دیکھ رہا ہے یا اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنے کام میں مگن رہتا۔ اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ اپنے پودوں اور پیڑوں

۱۔ مغلیہ دور کا ایک تاریخی مقبرہ جو کئی عمارتوں اور حصوں پر مشتمل تھا۔ اس کے ایک حصے میں مولوی عبدالحق نے اپنا دفتر بنا رکھا تھا۔

ہی کو اپنی اولاد سمجھتا تھا اور اولاد کی طرح ان کی پرورش اور نگہداشت کرتا۔ ان کو سرسبز اور شاداب دیکھ کر ایسا ہی خوش ہوتا، جیسے ماں اپنے بچوں کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ وہ ایک ایک پودے کے پاس بیٹھتا، ان کو پیار کرتا، جھک جھک کر دیکھتا اور ایسا معلوم ہوتا گویا اُن سے چُپکے چُپکے باتیں کر رہا ہے۔ جیسے جیسے وہ بڑھتے اور پُھولتے پھلتے، اس کا دل بھی بڑھتا اور پھولتا تھا۔ ان کو توانا اور ٹانٹا دیکھ کر اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ کبھی کسی پودے میں اِتفاق سے کیڑا لگ جاتا یا کوئی اور روگ پیدا ہو جاتا تو اسے بڑا فکر ہوتا۔ بازار سے دوائیں لاتا۔ باغ کے داروغہ یا مجھ سے کہہ کر منگاتا۔ دن بھر اسی میں لگا رہتا اور اس پودے کی ایسی سیوا کرتا جیسے کوئی ہمدرد اور نیک دل ڈاکٹر اپنے عزیز بیمار کی کرتا ہے۔ ہزار جتن کرتا اور اُسے بچا لیتا اور جب تک وہ تندرست نہ ہو جاتا، اُسے چین نہ آتا۔ اس کے لگائے ہوئے پودے ہمیشہ پروان چڑھے اور کبھی کوئی پیڑ ضائع نہ ہوا۔

باغوں میں رہتے رہتے اُسے جڑی بوٹیوں کی بھی شناخت ہو گئی تھی۔ خاص کر بچوں کے علاج میں اُسے بڑی مہارت تھی۔ دُور دُور سے لوگ اس کے پاس بچوں کے علاج کے لیے آتے تھے۔ وہ اپنے باغ ہی میں سے جڑی بوٹیاں لا کر بڑی شفقت اور غور سے ان کا علاج کرتا۔ کبھی کبھی دوسرے گاؤں والے بھی اُسے علاج کے لیے بُلا لے جاتے۔ بلا تامّل چلا جاتا، مفت علاج کرتا اور کبھی کسی سے کچھ نہیں لیتا تھا۔

وہ خود بھی بہت صاف ستھرا رہتا تھا اور ایسا ہی اپنے چمن کو بھی رکھتا۔ اس قدر پاک صاف جیسے رسوئی کا چوکا۔ کیا مجال جو کہیں گھاس پھونس یا کنکر پتھّر پڑا رہے۔ رَوِشیں باقاعدہ، تھانولے درست، سِنچائی اور شاخوں کی کاٹ چھانٹ وقت پر، جھاڑنا، بُہارنا، صبح شام روزانہ، غرض سارے چمن کو آئینہ بنا رکھا تھا۔

باغ کے داروغہ (عبدالرحیم خاں فینسی) خود بھی بڑے کارگزار اور مستعد شخص ہیں اور دوسروں سے بھی کھینچ تان کر کام لیتے ہیں۔ اکثر مالیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ ذرا بھی نگرانی میں ڈھیل ہوئی، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے یا بیڑی پینے لگے یا سائے میں جا لیٹے۔ عام طور پر انسان فطرتاً کاہل اور کام چور واقع ہوا ہے۔ آرام طلبی ہم میں کچھ موروثی ہو گئی ہے لیکن نام دیو کو کبھی کچھ کہنے سننے کی نوبت نہ آئی۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے کام میں لگا رہتا۔ نہ ستائش کی تمنّا، نہ صلے کی پروا۔

ایک سال بارش بہت کم ہوئی۔ کنوؤں اور باولیوں میں پانی برائے نام رہ گیا۔ باغ پر آفت ٹوٹ پڑی۔ بہت سے پودے اور پیڑ تلف ہو گئے، جو بچ رہے، وہ ایسے نڈھال اور مُرجھائے ہوئے تھے جیسے دِق کے بیمار۔ لیکن نام دیو کا چمن ہرا بھرا تھا اور وہ دُور دُور سے ایک ایک گھڑا پانی کا سر پر اٹھا کر لاتا اور پودوں کو سینچتا۔ یہ وہ وَقت تھا کہ قحط نے لوگوں کے اوسان خطا کر رکھے تھے اور اُنھیں پینے کو پانی مشکل سے میسّر آتا تھا مگر یہ خدا کا بندہ کہیں نہ کہیں سے لے ہی آتا اور اپنے پودوں کی پیاس بجھاتا۔ جب پانی کی قِلّت اور بڑھی تو اس نے راتوں کو بھی پانی ڈھوڈھو کے لانا شروع کیا۔ پانی کیا تھا، یوں سمجھیے کہ آدھا پانی اور آدھی کیچڑ ہوتی تھی

لیکن یہی گدلا پانی پودوں کے حق میں آبِ حیات تھا۔

مَیں نے اس بے مثل کارگزاری پر اسے انعام دینا چاہا تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ شاید اُس کا کہنا ٹھیک تھا کہ اپنے بچوں کے پالنے پوسنے میں کوئی انعام کا مستحق نہیں ہوتا۔ کیسی ہی تنگی تُرشی ہو تو وہ ہر حال میں کرنا ہی پڑتا ہے۔

جب اعلیٰ حضرت حضور نظام کو اورنگ آباد کی خوش گوار آب و ہوا میں باغ لگانے کا خیال ہوا تو یہ کام ڈاکٹر سیّد سراج الحسن (نواب سراج یار جنگ بہادُر) ناظمِ تعلیمات کو تفویض ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کا ذوقِ باغ بانی مشہور تھا۔ مقبرہ رابعہ دورانی اور اس کا باغ جو اپنی ترتیب و تعمیر کے اعتبار سے مغلیہ باغ کا بہترین نمونہ ہے، مدت سے ویران اور سُنسان پڑا تھا۔ وحشی جانوروں کا مسکن تھا اور جھاڑ جھنکار سے پٹا پڑا تھا۔ آج ڈاکٹر صاحب کی بدولت سرسبز و شاداب اور آباد نظر آتا ہے۔ اب دور دور سے لوگ اُسے دیکھنے آتے اور سیر و تفریح سے محظوظ ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو آدمی پرکھنے میں بھی کمال تھا۔ وہ نام دیو کے بڑے قدر دان تھے۔ اُسے مقبرے سے شاہی باغ میں لے گئے۔ شاہی باغ آخر شاہی باغ تھا۔ کئی کئی نگرانِ کار اور بیسیوں مالی اور مالی بھی کیسے کیسے، ٹوکیو سے جاپانی، تہران سے ایرانی اور شام سے شامی آئے تھے۔ اُن کے بڑے ٹھاٹ تھے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی اُپج تھی۔ وہ شاہی باغ کو حقیقت میں شاہی باغ بنانا چاہتے تھے۔ یہاں بھی نام دیو کا وہی رنگ تھا۔ اُس نے نہ فنِ باغ بانی کی کہیں تعلیم پائی تھی اور نہ اس کے پاس کوئی سند یا ڈپلوما تھا، البتہ کام کی دُھن تھی۔ کام سے سچّا لگاؤ تھا اور اسی میں اس کی جیت تھی۔ شاہی باغ میں بھی اسی کا کام مہا کاج رہا۔ دوسرے مالی لڑتے جھگڑتے، سیندھی شراب پیتے۔ یہ نہ کسی سے لڑتا جھگڑتا، نہ سیندھی شراب پیتا۔ یہاں تک کہ کبھی بیڑی بھی نہ پی۔ بس یہ تھا اور اس کا کام۔

ایک دن نہ معلوم کیا بات ہوئی کہ شہد کی مکھیوں کی یُورش ہوئی۔ سب مالی بھاگ بھاگ کر چھپ گئے۔ نام دیو کو خبر بھی نہ ہوئی کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنے کام میں لگا رہا۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ قضا اس کے سر پر کھیل رہی ہے۔ مکھیوں کا غضب ناک جھلّڑ اُس غریب پر ٹوٹ پڑا۔ اتنا کاٹا اتنا کاٹا کہ بے دم ہو گیا۔ آخر اسی میں جان دے دی۔

وہ بہت سادہ مزاج، بھولا بھالا اور مُنکسِر المزاج تھا۔ اُس کے چہرے پر بشاشت اور لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ چھوٹے بڑے ہر ایک سے جھُک کر ملتا۔ غریب تھا اور تنخواہ بھی کم تھی، اس پر بھی اپنے غریب بھائیوں کی بساط سے بڑھ کر مدد کرتا رہتا تھا۔ کام سے عشق تھا اور آخر کام کرتے کرتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

گرمی ہو یا جاڑا، دھوپ ہو یا سایا، وہ دن رات برابر کام کرتا رہا۔ اُسے کبھی یہ خیال نہ آیا کہ مَیں بہت کام کرتا ہوں یا میرا کام دوسروں سے بہتر ہے، اسی لیے اُسے اپنے کام پر فخر یا غُرور نہ تھا۔ وہ یہ باتیں جانتا ہی نہ تھا۔ اُسے کسی سے بَیر تھا نہ جَلاپا۔ وہ سب کو اچھا سمجھتا اور سب سے مَحبّت کرتا تھا۔ وہ غریبوں کی مدد کرتا، وقت پر کام کرتا، آدمیوں، جانوروں، پودوں کی خدمت کرتا لیکن

اُسے یہ کبھی احساس نہ ہوا کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔ نیکی اسی وقت تک نیکی ہے جب تک آدمی کو یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔ جہاں اُس نے یہ سمجھنا شروع کیا، نیکی نیکی نہیں رہتی۔

جب کبھی مجھے نام دیو کا خیال آتا ہے تو مَیں سوچتا ہوں کہ نیکی کیا ہے اور بڑا آدمی کسے کہتے ہیں۔ ہر شخص میں قُدرت نے کوئی نہ کوئی صلاحیت رکھی ہے، اس صلاحیت کو درجۂ کمال تک پہنچانے میں ساری نیکی اور بڑائی ہے۔ درجۂ کمال تک نہ کبھی کوئی پہنچا ہے، نہ پہنچ سکتا ہے لیکن وہاں تک پہنچنے کی کوشش ہی میں انسان، انسان بنتا ہے۔ یہ سمجھو کُندن ہو جاتا ہے۔ حساب کے دن جب اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی، خدا یہ پوچھے گا کہ مَیں نے جو اِستعداد تجھ میں وَدیعت کی تھی، اسے کمال تک پہنچانے اور اس سے کام لینے میں تُو نے کیا کِیا اور خلق اللہ کو اس سے کیا فیض پہنچایا؟ اگر نیکی اور بڑائی کا یہ معیار ہے تو نام دیو نیک بھی تھا اور بڑا بھی۔

تھا تو ذات کا ڈھیڑ، پر اچھے اچھے شریفوں سے زیادہ شریف تھا۔

(چند ہم عصر)

☆☆☆☆

مشق

۱۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے:

(الف) نام دیو نے پانی کی قِلّت کے زمانے میں چمن کو کیسے شاداب رکھا؟

(ب) نام دیو مالی نے انعام لینے سے کیوں انکار کیا؟

(ج) لوگ بچوں کے علاج کے لیے نام دیو کے پاس کیوں آتے تھے؟

(د) نام دیو کی موت کا سبب کیا تھا؟

(ہ) مصنف کے خیال میں اچھا انسان کیسے بنا جا سکتا ہے؟

(و) نام دیو مالی کے اوصاف میں سب سے نمایاں وصف کیا ہے؟

۲۔ سبق کے متن کو مدِّ نظر رکھ کر درست جواب پر (✓) نشان لگائیے:

(الف) سبق ”نام دیو مالی“ کس کتاب سے لیا گیا ہے؟

(i) چند ہم عصر (ii) مقدماتِ عبدالحق

(iii) خطباتِ عبدالحق (iv) بزمِ خوش نفساں

(ب) مقبرہ رابعہ دورانی کہاں واقع ہے؟

(i) دِلّی میں (ii) اورنگ آباد میں

(iii) حیدر آباد میں (iv) الہ آباد میں

(ج) باغ کے داروغہ کون تھے؟

(i) سید سراج الحسن (ii) مولوی عبدالحق

(iii) عبدالرحیم فینسی (iv) ایوب عباسی

(د) نام دیو بڑی تندہی سے اپنے کام میں مصروف اور مگن رہتا تھا، اس کی وجہ تھی:

(i) تنخواہ کا لالچ (ii) افسران کی خوشی

(iii) بے عزتی کا خوف (iv) اپنے کام سے محبت

(ہ) مصنف نے کس چیز کو بے کار کہا ہے؟

(i) جبری مشقت (ii) بے مزہ کام

(iii) محض حکم کی تعمیل (iv) ڈر کر کام کرنے کو

(و) مصنف نے انسان کی فطری کمزوری کی بنا پر اسے کہا ہے:

(i) کاہل اور نکما (ii) نکما اور کام چور

(iii) کاہل اور کام چور (iv) دلیر مگر سُست

(ز) گدلا پانی پودوں کے لیے تھا:

(i) ضرر رساں (ii) بے سود

(iii) مفید (iv) آبِ حیات

(ح) درجۂ کمال تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے:

(i) جِدّ وجُہد (ii) صلاحیت

(iii) خوش بختی (iv) وسائل کا ہونا

(ط) ڈاکٹر سراج الحسن کی ایک خوبی یہ تھی کہ وہ تھے:

(i) نبّاض (ii) فیّاض

(iii) مردم شناس (iv) خوش مزاج

۳۔ سبق کے متن کو مدِّنظر رکھ کر درست یا غلط پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) سچائی، نیکی اور حُسن کسی کی میراث نہیں۔	درست/ غلط
(ب) نام دیو پھولوں اور پھلوں کی شناخت رکھتا تھا۔	درست/ غلط
(ج) نام دیو مالی دو بچوں کا باپ تھا۔	درست/ غلط
(د) درجۂ کمال تک پہنچنے کی کوشش سے ہر کوئی درجۂ کمال تک پہنچ سکتا ہے۔	درست/ غلط
(ہ) نام دیو مالی مقبرہ رابعہ دورانی کے باغ میں چوکیدار تھا۔	درست/ غلط
(و) بے مزہ کام نہیں، بیگار ہے۔	درست/ غلط
(ز) نام دیو مالی بچّوں کے علاج میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔	درست/ غلط
(ح) باغ کے داروغہ کو دوسروں سے کام لینا نہیں آتا تھا۔	درست/ غلط
(ط) نام دیو مالی شہد کی مکھیوں کے کاٹنے سے فوت ہو گیا۔	درست/ غلط

۴۔ سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۵۔ نام دیو مالی کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ مفصل لکھیں۔

۶۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے اور جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ تذکیر و تانیث واضح ہو جائے:

ہار، قلم، کان، اردو، کف، لگن

۷۔ درجِ ذیل محاورات اور الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

آفت ٹوٹ پڑنا، اوسان خطا ہونا، تفویض، محظوظ، مہا کاج، یُورش، بشاشت، بے دم ہونا، سیوا

ذُو معنی الفاظ:

ایسے الفاظ کا املا تو ایک ہی ہوتا ہے لیکن ان کے دو معنی ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض اوقات ایک معنی میں مذکر جب کہ دوسرے معنوں میں مؤنث ہوتا ہے۔ مثلاً تکرار بمعنی جھگڑا مؤنث ہے اور بمعنی اعادہ مذکر ہے۔ اسی طرح قلم (آلۂ تحریر) مذکر اور پودے کی قلم مؤنث ہے۔ کف بمعنی ہتھیلی مؤنث اور بمعنی جھاگ مذکر ہے۔

۸۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے:

مصنوعی، توانا، تندرست، توقیر، محبت، تریاق، رہبر

مبتدا اور خبر کے حوالے سے تقطیع کرنا:

بعض افعال ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں جب تک فاعل کے ساتھ کوئی اسم یا صفت نہ ملے، پورا مطلب واضح نہیں ہوتا۔

ایسے افعال کے فاعل کو اسم (مبتدا) اور اس کے علاوہ جو اسم یا صفت ہو، وہ خبر کہلاتی ہے۔

درجِ ذیل کو غور سے دیکھیے:

بلال بہت ہوشیار ہے۔

ارسہ دیانت دار ہے۔

نام دیو مالی علاج کا ماہر تھا۔

وقار اپنے کام میں مگن تھا۔

ان جملوں میں ''ہے'' اور ''تھا'' افعالِ ناقص ہیں جب کہ بلال، ارسہ، نام دیو مالی اور وقار مبتدا اور ہوشیار، دیانت دار، ماہر اور مگن خبر ہیں۔

۹۔ نام دیو مالی کے اہم اوصاف ترتیب وار لکھیں۔

سرگرمیاں

۱۔ ایک عام مالی اور نام دیو مالی میں آپ جو فرق محسوس کرتے ہیں، وہ کاپی میں تحریر کریں۔

۲۔ نام دیو مالی جیسے کردار معاشرے میں کہیں نہ کہیں موجود ہوتے ہیں۔ آپ کے علم میں ہوں یا اپنے استاد سے پوچھ کر ایسے کردار کی خوبیاں جماعت کے کمرے میں دیگر طلبہ کو سنائیں۔

اساتذہ کرام کے لیے

۱۔ طلبہ کو خاکہ نگاری کی خوبیاں بتائی جائیں۔

۲۔ مولوی عبدالحق کے لکھے ہوئے دیگر خاکوں میں سے کم از کم دو خاکے طلبہ کو پڑھ کر سنائے جائیں۔

۳۔ مولوی عبدالحق کے سوانحی حالات خصوصاً اردو زبان و ادب کے لیے ان کی خدمات کی تفصیل طلبہ کو بتائی جائے۔